فیضان کلیام

تصوف وسلوک کے انوار کا مرقع



صحابہ کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حبی اور عشقی تعلق

اولیاء اللہ کے مراکز اور قابل اصلاح پہلو

اداریہ

فلسفہ نسبت

پیر سید نصیر الدین گیلانی

فردِ زماں حضرت خواجہ فضل الدین چشتی صابری کلیامی رح کی کیفیاتِ عشق و مستی اور مرشد گرامی سے اکتساب فیض

فیضانِ کلیام

تصوف وسلوک کے انوار کا مرقع

جلد 1 شمارہ 3، ذوالحجہ ۱۴۲۸ھ جنوری 2008ء

بفیضان نظر

قدوۃ الحق والدین، خواجہ خواجگان، شیخ عالم، شہنشاہ چشت

حضرت خواجہ **معین الدین حسن سنجری ثم اجمیری** رحمۃ اللہ علیہ

بفیضان کرم

زبدۃ الاولیاء، شیخ کامل، پیر طریقت

بانی سلسلہ چشتیہ صابریہ کلیام شریف

حضرت خواجہ **حافظ محمد شریف خان** چشتی صابری کلیامیؒ

سلطان العاشقین، شیخ المشائخ

حضرت خواجہ **فضل الدین** چشتی صابری کلیامیؒ

حُسن ترتیب

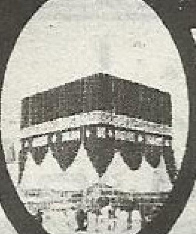
صابری آستانہ مورت

تحصیل فتح جنگ ضلع اٹک

0333-5195206, 0333-5131584

kaliamisarkar@hotmail.com

www.kalyamsharif.com



فرمان رب العالمین جل جلالہ

اللہ ہی کے ذکر سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے

قُلْ اِنَّ اللّٰہَ یُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ وَ یَھْدِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ اَنَابَ O اَلَّذِیْنَ

اٰمَنُوْا وَ تَطْمَئِنُّ قُلُوْبُھُمْ بِذِکْرِ اللّٰہِ ط اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ O

فرما دیجئے! بیشک اللہ جسے چاہتا ہے (نشانیوں کے باوجود) گمراہ کر دیتا ہے اور جو اسکی طرف رجوع کرتا ہے اسے اپنی جانب رہنمائی فرما دیتا ہے O جو لوگ ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہوتے ہیں، جان لو کہ اللہ ہی کے ذکر سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے O

الرعد، ۱۳ : ۲۷، ۲۸



فرمان رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

لوگوں میں سب سے بہتر وہ ہیں جنہیں دیکھ کر اللہ یاد آجائے

عن اسماء بنت یزید رضی الله عنها : انها سمعت رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم یقول : ألا أنبئكم بخيار كم؟ قالوا : بلٰى : يا رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم ! قال : حيار كم الذين إذا رؤو اذكر الله عز وجل.

''حضرت اسماء بنت یزید سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: کیا میں تم میں سے سب سے بہتر کے بارے میں خبر نہ دوں؟ صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیوں نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے بہتر وہ لوگ ہیں کہ جنہیں دیکھنا ہی ذکر الٰہی کا باعث ہو جائے۔

ابن ماجه السنن، ۲: ۱۳۷۹، رقم ۴۱۰۹

حمد باری تعالیٰ

اے خدائے جمال و زیبائی
خوب ہے تیری عالم آرائی
تو کہاں ہے کہاں نہیں ہے تو
محو حیرت ہے تاب گویائی
سب میں موجود اور سب سے جدا
کون سمجھے یہ راز تنہائی
پارہ پارہ قبائے استدلال
ریزہ ریزہ ہے دام جویائی
کیا نظر آئے ماسوا کا جہاں
دیکھ کہ تیری شان یکتائی
یاس میں غم میں اور مشکل میں
تیری رحمت ہی سب کے کام آئی
اعظم اسی نام سے ہے گلشن میں
زندگی ، تازگی و رعنائی

اعظم چشتی

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

قطرہ مانگے جو کوئی تو اسے دریا دے دے
مجھ کو کچھ اور نہ دے اپنی تمنا دے دے
میں تو تجھ سے فقط اک نقش کف پا چاہوں
تو جو چاہے تو مجھے جنت ماویٰ دے دے
وہ جو آسودگی چاہیں انہیں آسودہ کر دے
بے قراری کی لطافت مجھے تنہا دے دے
میں اس اعزاز کے لائق تو نہیں ہوں ،لیکن
مجھ کو ہمسائیگی ء گنبد خضرا دے دے
یوں تو جب چاہوں میں تیرا رخ زیبا دیکھوں
عرض یہ ہے کہ مجھے اذن تماشا دے دے
وہ بھی دیکھیں بس ہر طرف تیری جلوہ گری
سب کو تو میری طرح دیدہء بینا دے دے
غم تو اس دور کی تقدیر میں لکھے ہیں مگر
مجھ کو ہر غم سے نمٹ لینے کی یارا دے دے
تب سمیٹوں میں تیرے ابر کرم کے موتی
میرے دامن کو جو تو وسعت صحرا دے دے
تیری رحمت کا یہ اعجاز نہیں تو کیا ہے
قدم اٹھیں تو زمانہ مجھے رستہ دے دے
جب بھی تھک جائے محبت کی مسافت میں ندیم
تب تیرا حسن بڑھے اور سنبھالا دے دے

احمد ندیم قاسمی

اداریہ

اذن نوا

انسان پیدائشی طور پر آزاد ہے غلامی، پابندی، قید یا جکڑ بندی طبعاً انسان کو ناپسند ہے، لیکن انسانوں کی بستیاں ہوں یا ملکوں کے نظام، خاندانی یا گھریلو زندگی ہو یا مذہبی اور دینی معاملات، شریعت ہو یا طریقت ہر شعبہ ان ناپسندیدہ قدغنوں کے بغیر سر بلندی، آبرومندی اور منزل سے ہمکنار نہیں ہو سکتا۔

چمن کا ذوقِ خودنمائی شاید باڑ کو پسند نہ کرتا ہو لیکن باڑ نہ ہو تو تراشیدہ روش ڈھور ڈنگروں کی گزرگاہیں بن جاتی ہیں اور پھولوں سے لدے تختہ ہائے گل چارے کی کھرلیوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ دریا کناروں کے اندر رہیں تو سیرابیوں اور شادابیوں کا باعث ہیں اگر چھلک کر آزاد ہو جائیں تو تباہی و غارت گری کا باعث بن جاتے ہیں۔

یہی حال ہر شعبے کا ہے اور بالخصوص صوفیاء کے مراکز تو آج اس غارت گر آزادی اور شریعت و طریقت کے راستوں کو چھوڑ کر نئی سے نئی رسومات کا شکار ہو کر نہ صرف دین متین اور صوفیاء کی حقیقی تعلیمات سے دور ہو رہے ہیں بلکہ خود دین و تصوف کیلیئے باعث ننگ اور خدا اور صوفیاء کی ناراضگی کے راستے پر رواں دواں ہیں۔

ستم بالائے ستم یہ کہ ان بیہودہ رسومات کو خوشنودیءِ اولیاء کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ خدارا اگر آج ہم نے حقیقی راستہ چھوڑ دیا تو وہ لوگ جو اولیاء اللہ کے ساتھ دل و جان سے وابستہ ہیں وہ کسی اور کے ہاتھ لگ جائیں گے جن کی گمراہی کے ذمہ دار ایسے نام نہاد پیرو کارانِ تصوف ہونگے جسکی مثالیں آج ہمیں قدم قدم پر نظر آتی ہیں۔ ہم آج اگر ان حقیقی راہوں کو اپنا لیں تو یہ نہ صرف ہمارے لئے بہتر ہوگا بلکہ ان مراکز کو آباد رکھنے کیلیئے عوام کے حق میں بھی بہتر ہوگا۔

امام العشاق حضرت خواجہ فضل الدین چشتی صابری کلیامی رحمۃ اللہ علیہ اور آپؒ کے مرشد گرامی بانیءِ سلسلہ چشتیہ صابریہ کلیام شریف حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات اور تعلیمات سے اہل نظر آج بھی روحانی فیوضات اور کیفیات عشق و مستی سے مستفید ہو رہے ہیں۔ اور ان کے مزارات آج بھی خدا اور رسول ﷺ سے عشق و محبت اور مخلوق خدا کی بھلائی کی خوشبو ہر آنے والے زائر کے دل و نگاہ میں پیوست کرنے کا ذریعہ ہیں۔

کاش ہم اس شعبہ میں لوگوں کیلیئے دوری کی بجائے قربت کا باعث بن جائیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بدعت و بیہودہ رسومات سے چھٹکارہ پانے کی ایمانی طاقت عطاء فرمائے اور صوفیاء کے حقیقی سچے اور سادہ رستے پر چل کر خدا کی رضا حاصل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

مدیر اعلیٰ

سیرت طیبہ

صحابہ کرام کا طرزِ عمل اور تشکیلِ اُسلوبِ سیرت

﴿پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری﴾

اس میں کوئی شک نہیں کہ بیان سیرت واسلوب ایسا ہونا چاہئے جس سے اسلام کی فکری وعملی رہنمائی اور دین کی عظیم تعلیمات کے عملی نمونے میسر آئیں۔ سیرت طیبہ کے نظری اور علمی گوشے آشکار ہوں تا کہ بے یقینی اور تشکیک کی کیفیت میں مبتلا ذہنوں کوسکون واطمینان نصیب ہو، دشمنان اسلام کے اعتراضات کا رد بلیغ ہو اور اسلام کی صداقت وحقانیت اور عظمت ودوامیت کا اثبات ہو۔

مگر اس کے ساتھ ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ کا اسلوب بیان خصائص وشمائل، فضائل وکمالات اور جمالیات کی کیفیات کے ذریعے ایمانی لذت جبی چاشنی، روحانی کیف وسرور اور وجدانی ذوق وشوق سے بھی مملوو معمور ہوتا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی سے عشق ومحبت اور ادب وتعظیم ایسا والہانہ تعلق پیدا ہو، تا کہ آپ کی محبوب ہستی جان جاں بن کر دل و روح کی اتھاہ گہرائیوں میں اتر جائے، آپ ﷺ کا رخ زیبا، جمال جہاں آراء بن کر مشتاق نگاہوں میں بس جائے، آپ ﷺ کی یاد بوئے گل بن کر گلشن حیات میں مہک اٹھے، آپ ﷺ کا وصال طلب ومراد بن کر افقِ تمنا پر جگمگا تا رہے، آپ ﷺ کا ہجر سوزِ حیات بن کر دل تار تار کو تڑپا تا رہے اور آتشِ عشقِ رسول کی حدت سے نالہ ہائے نارسا آہ رسا میں بدلتے رہیں۔

صحابہ کرامؓ کی یہی وہ کیفیاتِ عشق تھیں جن کے باعث وہ آسمانِ ایمان کی انتہائی بلندیوں پر ستاروں کی طرح چمکتے تھے، جیسا کہ شیخ عبداللہ سراج شامی نے بیان کیا ہے

''صحابہ کرامؓ کو آپ ﷺ کی ذات بابرکات کے ساتھ اتنا گہرا لگاؤ اور محبت وعشق تھا کہ بن دیکھے انہیں چین نہیں آتا تھا اور جب ایک مرتبہ دیکھ لیتے تو آنکھیں ٹھنڈی اور دل باغ باغ ہو جاتے اور سینوں کو انقباض کی کفیت سے نجات حاصل ہو جاتی''۔

کتب احادیث وسیر میں اس قسم کے متعدد واقعات کا ذکر ہے جو انفرادی اور اجتماعی طور پر صحابہ کرامؓ کو پیش آئے وہ اس امر کی غمازی کرتے ہیں کہ اسیران جمال مصطفی ﷺ آپؐ کے دیدار سے زندگی پاتے تھے اور انہیں محبوب ﷺ کی ایک لحہ کی جدائی بھی گوارہ نہ تھی۔ وہ ایک دوسرے سے اقبال کی زباں میں یوں ہم نوا ہوتے تھے

بیا اے ہم نشیں باهم بنالیم　　　من و تو کشته شانِ جمالیم

(میرے ساتھی آمل کر روئیں، میں اور تو ایک ہی شانِ حسن وجمال کے کشتہ ہیں)

ان مشتاقان دید کے دل میں ہر لحہ یہ تمنا دھڑکتی رہتی تھی کہ ان کا محبوب کبھی بھی ان سے جدا نہ ہو اور وہ صبح شام اس

محبوبؐ کی زیارت سے اپنے قلوب و اذہان کو راحت و سکون بہم پہنچاتے رہیں۔ ایسا کیوں نہ ہوتا کہ رب کائنات نے اپنے محبوب ﷺ کو سیرت و صورت میں ایسا یکتا و تنہا اور بے مثال بنایا تھا کہ کائنات رنگ و بو میں کوئی دوسرا اس کا ہمسر نہ تھا۔

صحابہ کرامؓ اول تا آخر محبوبِ خدا ﷺ سے والہانہ محبت کرتے تھے اور اسی محبت کا کرشمہ تھا کہ نہ انہیں اپنی جان کی پروا تھی، نہ مال و اولاد کی، وہ دنیا کی ہر چیز سے بڑھ کر اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کو عزیز جانتے تھے انہوں نے جس والہانہ عشق و محبت کا مظاہرہ کیا انسانی تاریخ آج تک اس کی نظیر پیش کر سکی اور نہ قیامت تک اس بےمثال محبت کے مظاہر دیکھنے ممکن ہوں گے۔

ذیل میں اسی لازوال محبت کے چند مستند واقعات کا ذکر کیا جائے گا:

زیارت رسول ﷺ باعث فرحتِ دل و جاں:

حضور رسالت مآب ﷺ اپنے مرضِ وصال میں جب مسلسل تین دن تک حجرہ مبارکہ سے باہر تشریف نہ لائے تو وہ نگاہیں جو روزانہ دیدار سے مشرف ہوا کرتیں تھیں ترس کر رہ گئیں اور سراپا انتظار تھیں کہ کب ہمیں محبوب ﷺ کا دیدار نصیب ہوتا ہے، بالآخر وہ مبارک اور مسعود لمحہ ایک دن حالت نماز میں نصیب ہوگیا۔ حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں:

''حضور ﷺ کے مرض الموت میں حضرت ابوبکرؓ لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے چنانچہ دوشنبہ کے روز لوگ صفیں بنائے نماز پڑھ رہے تھے کہ اتنے میں حضور ﷺ نے حجرہ مبارکہ کا پردہ اٹھایا اور کھڑے کھڑے جماعت دیکھنے لگے اس وقت حضور ﷺ کا چہرہ انور قرآن کے اوراق کی طرح معلوم ہوتا تھا، جماعت کو دیکھ کر آپ ﷺ مسکرائے۔ آپ ﷺ کے دیدار پرانوار کی خوشی میں قریب تھا کہ غلام نماز توڑ دیں حضرت ابوبکر کو خیال ہوا کہ شائد آپ ﷺ نماز کے لئے تشریف لا رہیں اس لئے انہوں نے ایڑیوں کے بل پیچھے ہٹ کر صف میں مل جانا چاہا لیکن حضور ﷺ نے اشارے سے فرمایا کہ تم لوگ نماز پوری کرو پھر آپ ﷺ نے پردہ گرادیا اور اسی روز آپ ﷺ کا وصال ہوگیا۔'' اس پر کیف لمحات کی منظر کشی ان الفاظ میں کی گئی ہے۔

''جب پردہ ہٹا اور آپ ﷺ کا حسین چہرہ انور ہمارے سامنے آیا تو یہ منظر اتنا حسین اور دلکش تھا کہ ہم نے ایسا منظر پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا''

مسلم شریف میں فھممنا ان نفتتن کی جگہ یہ الفاظ منقول ہیں

''آپ ﷺ کے دیدار کی خوشی میں ہم مبہوت ہو کر رہ گئے یعنی نماز کی طرف توجہ ہی نہ رہی''

علامہ اقبال نے حالت نماز میں حضور ﷺ کے عاشق زار حضرت بلالؓ کے حوالے سے دیدار محبوبؐ کے منظر کی کیا خوبصورت لفظی تصویر کشی کی ہے:

ادائے دید سراپا نیاز تھی تیری کسی کو دیکھتے رہنا نماز تھی تیری

کم و بیش یہی حالت حضور ﷺ کے ہر صحابی کی تھی۔ شارحین حدیث نے فھممنا ان نفتتن من الفرح برویة النبی ﷺ کا معنی اپنے اپنے ذوق کے مطابق کیا ہے۔

امام قسطلانیؒ لکھتے ہیں پس قریب تھا یہی ہم نے ارادہ کرلیا کہ (دیدار یار کی خاطر) نماز چھوڑ دیں۔"

لامع الدراری میں ہے:

"تمام صحابہؓ کی توجہ آپ ﷺ کے حجرہ مبارکہ کی طرف مرکوز تھی جب انہیں نے پردے کا سرکنا محسوس کیا تو تمام نے اپنے چہرے حجرہ انور کی طرف کر لیے"

مولانا وحید الزماں حیدر آبادی ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"آنحضرت ﷺ کے دیدار سے ہم کو اتنی خوشی ہوئی کہ ہم خوشی کے مارے نماز توڑنے ہی کو تھے کہ آپ ﷺ نے پردہ نیچے ڈال دیا۔

امام ترمذیؒ کی روایت کے یہ الفاظ ہیں

"قریب تھا کہ لوگوں میں اضطراب پیدا ہو جاتا آپ ﷺ نے اشارہ فرمایا کہ اپنی اپنی جگہ کھڑے رہو۔ (۱:۳۲۷، رقم ۳۸۶)

شیخ ابراہیم بیجوریؒ صحابہ کرامؓ کے اضطراب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"صحابہ کرام آپ ﷺ کے شفاء یاب ہونے کی خوشی کے خیال سے متحرک ہونے کے قریب تھے حتیٰ کے انہوں نے نماز توڑنے کا ارادہ کیا اور سمجھے کہ شاید ہمارے آقا ﷺ ہمیں نماز پڑھانے کے لئے تشریف لا رہے ہیں لہذا انہوں نے محراب تک کا راستہ خالی کرانے کا ارادہ کیا جبکہ بعض صحابہ کرامؓ خوشی کی وجہ سے کودنے لگے۔ (المواہب الدنیہ: ۱۹۴)

امام بخاری نے **باب الالتفات فی الصلوۃ** کے تحت اور دیگر محدثین کرام نے صحابہ کرامؓ کی یہ والہانہ کیفیت حضرت انسؓ سے ان الفاظ میں بیان کی ہے:

"مسلمانوں نے نماز ترک کرنے کا ارادہ کرلیا تھا مگر آپ ﷺ نے انہیں نماز کو پورا کرنے کا حکم دیا۔" (بخاری ۱:۲۶۲ رقم ۷۲۱)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت کرتی ہیں:

"حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص آپ ﷺ کے چہرہ اقدس کو اس طرح ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہا تھا کہ پلک جھپکتا نہ آنکھ دوسری طرف پھیرتا آپ ﷺ نے اس کی یہ حالت دیکھ کر فرمایا:

"تمہارے اس طرح دیکھنے کی کیا وجہ ہے؟"

اس نے دست بستہ عرض کیا "میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ کی زیارت سے لطف اندوز ہو رہا ہوں۔"

(الشفاء ۲:۵۶۶)

حضرت عائشہ روایت کرتی ہیں:

"ایک صحابی بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے، یا رسول اللہ ﷺ خدا کی قسم آپ مجھے اپنی

جان سے زیادہ محبوب ہیں، آپ مجھے اپنے خاندان سے زیادہ عزیز ہیں اور آپ مجھے اپنی اولاد سے زیادہ پیارے ہیں جب میں گھر میں ہوتا ہوں اور آپ کی یاد آتی ہے تو مجھ سے صبر نہیں ہوتا اس لئے میں آپ کو دیکھنے آجاتا ہوں جب مجھے اپنی اور آپ کی موت یاد آتی ہے تو سوچتا ہوں کہ آپ جنت میں انبیاء کرامؑ کے ساتھ اعلیٰ درجات پر فائز ہوں گے اور میں اگر جنت میں چلا گیا تو بھی آپ کو دیکھ نہ پاؤں گا پس نبی اکرم ﷺ نے اسے کوئی جواب نہ دیا یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی

''اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے تو یہی لوگ (روز قیامت) ان (ہستیوں) کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے (خاص) انعام فرمایا جو کہ انبیاء صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں''

حضرت شعبیؒ روایت کرتے ہیں کہ

''ایک دن ایک انصاری صحابی بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے آپ مجھے اپنی جان، اولاد، اہل وعیال اور مال سے زیادہ محبوب ہیں اور اگر میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر روزانہ آپ ﷺ کی زیارت نہ کر پاؤں تو مجھے لگتا ہے کہ میں مر جاؤں گا۔''

یہ عرض کرنے کے بعد وہ انصاری صحابی زار و قطار رو پڑے۔ رسول خدا ﷺ نے رونے کی وجہ پوچھی تو وہ عرض کرنے لگے:

''میں یہ سوچ رہا ہوں کہ ایک دن آپ دنیا سے تشریف لے جائیں گے اور ہم پر بھی موت آجائے گی پس آپ ﷺ تو انبیاء کرامؑ کے ساتھ بلند درجات پر فائز ہوں گے اور ہم اگر جنت میں چلے گئے تو آپ کے درجے سے کہیں دور ہوں گے۔''

آپ ﷺ نے اس صحابی کو کوئی جواب نہ دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی

''اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے تو یہی لوگ (روز قیامت) ان (ہستیوں) کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے (خاص) انعام فرمایا جو کہ انبیاء صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں''

حضرت سعید بن جبیرؓ روایت کرتے ہیں:

''ایک انصاری صحابی حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں غمزدہ حالت میں حاضر ہوئے آپ ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا اے فلاں تم اتنے غمگین کیوں ہو اس نے عرض کیا یا نبی اللہ مجھے آپ سے متعلق اپنی ایک فکر کھائے جا رہی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا وہ کیا ہے اس نے عرض کیا:

''ہم صبح و شام آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں آپ ﷺ کے دیدار سے اپنے قلب اور روح کو تسکین پہنچاتے ہیں آپ کی صحبت سے فیضیاب ہوتے ہیں کل (آخرت میں) آپ انبیاء کرام کے ساتھ بلند درجے پر فائز ہوں گے جبکہ ہماری آپ تک رسائی نہیں ہوگی۔ اس پر حضور نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کو کوئی جواب نہ دیا جب جبرئیلؑ یہ آیہ مبارکہ'' ......(اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول ﷺ) کی اطاعت کرے تو یہی لوگ (روز قیامت) ان (ہستیوں) کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ

نے (خاص) انعام فرمایا جو کہ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں اور یہ بہت اچھے ساتھی ہیں......" لے کر حاضر ہوئے تو حضور نبی اکرم ﷺ نے اس انصاری کو پیغام بھیجا اور اسے (اس دائمی رفاقت کی) بشارت دی۔"

سورۃ النساء کی آیت نمبر 69 کی تفسیر میں امام بغوی لکھتے ہیں

"یہ آیت رسول اکرم ﷺ کے آزاد کردہ غلام ثوبانؓ کے بارے میں نازل ہوئی وہ آپ ﷺ سے اتنی شدید محبت کرتے تھے کہ تھوڑی دیر کے لئے بھی آپ ﷺ سے دور نہ ہوتے۔ ایک روز وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان کے چہرے کی رنگت متغیر تھی اور اس پر غم کے آثار نمایاں تھے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "تمہارا رنگ کیوں زرد ہوا ہے؟"

انہوں نے عرض کیا "یارسول اللہ ﷺ مجھے کوئی بیماری ہے نہ درد مگر یہ کہ جب میں آپ کو نہیں دیکھتا تو مجھ پر شدید وحشت طاری ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ میں آپ سے ملاقات کر لیتا ہوں (تو وحشت ختم ہو جاتی ہے) پھر انہوں نے اپنی اس کیفیت کا آخرت کے بارے میں ذکر کرتے ہوئے کہا مجھے خوف ہے کہ وہاں میں آپ کی زیارت نہ کر پاؤں گا کیونکہ آپ تو انبیاء کرامؑ کے ساتھ بلند درجات پر فائز ہوں گے میں اگر جنت میں چلا گیا تو آپ ﷺ کے مقام سے کہیں نیچے میری جگہ ہوگی اور اگر میں جنت میں نہ جاسکا تو پھر میں کبھی بھی آپ کو نہ دیکھ پاؤں گا۔ پس اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔"

اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے کہ صحابہ کرامؓ نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا (یارسول اللہ ﷺ) ہم جانتے ہیں کہ ہر نبی کو جنت کے درجات میں اپنے اس امتی پر فضیلت حاصل ہوگی جس نے ان کی اتباع اور تصدیق کی تو پھر جنت میں معیت اور رفاقت کی کیا صورت ہوگی؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء کی آیت کریمہ 69 نازل فرمائی۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے اس صحابی سے ارشاد فرمایا:

اوپر کے درجے والے اپنے سے نیچے کے درجے والوں کے پاس ہوں گے ان کے پاس بیٹھیں گے اور اپنے اوپر ہونے والی اللہ کی نعمتوں کا ذکر کریں گے اور اس کی حمد وثناء بیان کریں گے۔"

اِنْ نَلْتَ یَا رِیْحَ الصَّبَا یَوْمًا اِلٰی اَرْضِ الْحَرَمْ
بَلِّغْ سَلَامِیْ رَوْضَةً فِیْهَا النَّبِیُّ الْمُحْتَرَمْ
مَنْ وَجْهُهٗ شَمْسُ الضُّحٰی مَنْ خَدُّهٗ بَدْرُ الدُّجٰی
مَنْ ذَاتُهٗ نُوْرُ الْهُدٰی مَنْ كَفُّهٗ بَحْرُ الْكَرَمْ

فاطمۃ الکبریٰ فی سنۃ ۱۳۳۶ھ

فردزماں امام العشاق حضرت خواجہ فضل الدین چشتی صابری کلیامیؒ

﴿پروفیسر صاحبزادہ راشد مسعود کلیامی﴾

خواجہ خواجگاں فردزماں قطب دوراں محبوب مرشداں حضرت خواجہ فضل الدین چشتی صابری کلیامیؒ کی ذات گرامی نہ صرف خطہ پوٹھوہار میں ایک خاص مقام اور شہرت کی حامل ہے بلکہ سلسلہ چشتیاء میں تمام اہل دل کی توجوہات کا مرکز ہے جو جذب ومستی کی کیفیات سے آشنا ہیں۔

آپ نے حضرت شیخ بایزید بسطامیؒ کی طرح اپنے نفس کے ساتھ ایسا جہاد کیا جس کی مثال کم ہی نظر آتی ہے۔

سلطان العارفین حضرت شیخ بایزید بسطامیؒ نے بے خودی اور سرمستی کے عالم میں اپنے رب کی بارگاہ میں یوں عرض کی تھی

''اے رب تیرے پاس آنے کا راستہ کون سا ہے''

تو عالم غیب سے آواز آئی تھی

دع نفسک وتعال

''اپنے نفس (کی آلائشوں) کو چھوڑ اور میری بارگاہ میں آجا''

جن لوگوں نے اپنے نفس کو آلائشوں اور دنیاوی غرض ولالچ، ہوا وحوس سے پاک کرلیا وہی لوگ اللہ کی بارگاہ خاص میں رسائی پانے کی خوشخبری پاتے ہیں۔

ہمارے شیخ ومرشد امام العشاق پیر خواجہ فضل الدین چشتی صابری کلیامیؒ کی ذات نے اپنے نفس سے خلاصی پانے کے لئے جو راہیں اختیار کیں وہ صرف انہی کا حصہ ہیں۔ آپ کی روحانی راہوں کی راہنمائی آپ کے شیخ ومرشد خواجہ خواجگان حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ نے اس طرح فرمائی کہ پھر چار دانگ عالم میں ''فضلؒ، فضلؒ'' کی صدائیں گونجنے لگیں ان صداؤں کی بازگشت آج بھی اہل دل کو سنائی دے رہی ہے۔

آپ کا اپنے مرشد گرامی حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ سے عشق ومحبت، الفت وپیار اس قدر والہانہ تھا کہ کوئی کوئی ہی ایسا تعلق بنانے میں کامیاب ہوتا ہے۔

بانی سلسلہ چشتیہ صابریہ کلیام شریف حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ جب کلیام کی بستی میں دہلی سے تشریف لائے تو آپ کی خدمت میں حضرت خواجہ بابا فضل الدین کلیامیؒ کے بڑے بھائی حضرت غلام رسول صاحب تشریف لاتے تھے اور حضرت خواجہ حافظ صاحبؒ کی خدمت میں وقت گزارتے۔ حضرت خواجہ افضل الدین کلیامی اپنے بڑے بھائی حضرت غلام رسول صاحب کے ساتھ ہی اکثر حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔

حضرت غلام رسول صاحب اور حضرت خواجہ فضل الدین کلیامیؒ دونوں نے حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کی بیعت اختیار کرر کھی تھی۔ دونوں کی محبت اپنے شیخ ومرشد سے بے پناہ تھی۔ حضرت غلام رسول صاحب نے اپنے مرشد کی خدمت میں اتنا وقت گزارا تھا کہ آپ اپنے شیخ ومرشد سے بے تکلفانہ تعلق کے مقام پر فائز تھے اور حضرت شیخ خواجہ فضل الدین کلیامی بھی اپنے شیخ ومرشد سے عقیدت ومحبت میں انتہا کی منزلوں پر فائز تھے مگر اس قدر قرب ومحبت نے ان کا اپنے مرشد کے ساتھ مرید ہونے کا تعلق فراموش نہ ہونے دیا تھا۔ آپ ہمہ وقت اپنے مرشد کے دیدار میں باادب مگن رہتے تھے۔ آپ کا عشق آپ کو یہ سبق بار بار پڑھا رہا تھا۔

اے تن میرا چشماں ہووے	میں مرشد ویکھ نہ رجاں ہو
لوں لوں دے مُڈھ لکھ لکھ چشماں	ہک کھولاں ہک کجاں ہو
اتنا ڈٹھیا صبر نہ آوے	میں ہور کدے ول بھجاں ہو
مرشد دا دیدار ہے باہو	میناں لکھ کروڑاں حجاں ہو

حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کے آخری ایام میں حضرت غلام رسول صاحب اپنے شیخ و مرشد کی خدمت کے لئے حاضر تھے تو حضرت خواجہ حافظ شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ نے انکو بلایا اور فرمایا کہ غلام رسول آج کوئی میٹھی چیز پکاؤ۔ حضرت غلام رسول صاحب نے فوراً اپنے مرشد ومربی کے حکم کے مطابق کھیر تیار کی اور آپ کی خدمت اقدس میں پیش کر دی حضرت خواجہ حافظ شریف خان کلیامیؒ نے اس کھیر سے ایک نوالہ چکھا تو آپ کی طبیعت نے مزید کھانے کی طلب نہ کی آپ نے وہ کھیر حضرت غلام رسول صاحب کو کھانے کے لئے حکم فرمایا۔ وہ حضرت غلام رسول صاحب جو اپنے مرشد کے بے حد ادب کرنے والے تھے اور ہمہ وقت اپنے شیخ ومرشد کی خدمت میں مصروف رہتے تھے اور اپنی زندگی کا ایک بڑا حصہ اسی خدمت میں گزار چکے تھے۔ آج تقدیر کے ہاتھوں مجبور نظر آرہے تھے اسلئے کہ تقدیر پر کسی کا زور نہیں چلتا آج حضرت غلام رسول صاحب اپنی خدمت کے بدلے میں فقر کی مسند کے وارث بننے والے تھے مگر تقدیر کا لکھا کچھ اور تھا جیسے ہی حضرت خواجہ حافظ شریف خان کلیامیؒ نے آپ کو کھیر کھانے کا حکم دیا تو فوراً آپ نے کھیر نہ کھانے کا ارادہ ظاہر کیا اور وہ شخص جس نے ایک عمر تک اپنے مرشد کی خدمت کی تھی آج تقدیر کے ہاتھوں اپنے مرشد کے حکم کے آگے ''نہ'' کر بیٹھا تھا۔

مگر آج تقدیر کسی اور شخص پر بڑی مہربان نظر آرہی تھی آج قسمتوں کی دھنی اپنے شیخ ومرشد کے روحانی فیوضات اور فقر کی عظیم سلطنت کے وارث ''فضل الدینؒ'' بنائے جانے والے تھے۔

اس وقت حضرت خواجہ فضل الدین بھی اپنے بھائی حضرت غلام رسول کے ساتھ ہی اپنے مرشد کی بارگاہ میں حاضر تھے۔ حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان کلیامیؒ نے جب اپنے مرید خاص حضرت غلام رسول صاحب کی زبان سے نہ کا کلمہ سنا تو آپ نے ساتھ ہی کھڑے ''فضل الدینؒ'' کو حکم کیا کہ اے فضل الدین تم یہ کھیر کھالو۔

فضل الدینؒ آج فردِ زماں غوث دوراں امام العشاق کے منصب پر فائز ہو چکے تھے فوراً اپنے مرشد کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے وہ کھیر آپ نے کھائی اور نہ صرف وہ کھیر کھائی بلکہ وہ مٹی کا پیالہ جس میں کھیر تھی اس کو بھی پیس کر کھالیا کہ یہ میرے مرشد گرامی کا تبرک ہے۔ اس وقت خواجہ حافظ محمد شریف خان کلیامیؒ نے الحمدللہ پڑھتے ہوئے فرمایا

''آج جس کا نصیب تھا اسے مل گیا''

یوں حضرت خواجہ فضل الدین کلیامیؒ نے مکتبِ عشق سے جو سبق سیکھا تھا اس سبق نے انہیں وہ منزل طے کرا دی جس کو سالکان راہ طریقت مدتوں چلنے کے بعد بھی طے نہیں کر سکتے:

عشق کی اک جست نے طے کر دیا قصہ تمام ۔۔۔ اس زمین و آسماں کو بے کراں سمجھا تھا میں

اس کے بعد دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ہر اک گھر سے، ہر اک دل سے، ہر اک زباں سے بس فضلؒ، فضلؒ کی صدا بلند ہونا شروع ہو گئی اور آج تک کلیام کی گلیوں میں اور پوٹھوہار کے علاقے میں بس فضلؒ، فضلؒ کے ہی گیت گائے جا رہے ہیں۔

☆......☆......☆......☆......☆......☆

اشلوک بابا فرید الدین شکر گنجؒ

فریدا خاک نہ نندیئے خاکو جیڈ نہ کوءِ
جیوندیاں پیراں تلے مویاں اُپر ہوءِ

(اے فرید خاک کو برا نہ سمجھنا خاک جیسا کوئی نہیں۔ جیتے ہوئے پیروں کے نیچے مرنے کے بعد تمہارے اوپر ہوتی ہے)

فریدا چار گوائیاں ہنڈھ کے چار گوائیاں سم
لیکھا رب منگیسیا توں آیوں کیہڑے کم

(اے فرید چار ساعتیں گھوم پھر کر گنوا دیں اور چار سونے میں برباد کر دیں خدا کے سامنے کیا جواب دو گے جب وہ حساب لے گا تمہارا، کہ تمہارا مقصد تخلیق کیا تھا)

فلسفہ نسبت

پیر سید نصیر الدین نصیر گیلانی سجادہ نشین آستانہ عالیہ گولڑہ شریف

یوں تو دنیا کی کوئی چیز نسبت سے خالی نہیں ہر چیز کسی نہ کسی چیز کے ساتھ نسبت رکھتی ہے اور اسی نسبت کی مناسبت سے اس کا مقام متعین ہوتا ہے۔ جب قرآنی ارشاد کی روشنی میں دنیا ومافیہا کو دیکھا جاتا ہے تو ہر موجود کی نسبت خالق کل کی طرف نظر آتی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوا: ربنا ما خلقت ھذا باطلا : کہ ہمارے رب تو نے (کائنات میں) کوئی چیز بے مقصد تخلیق نہیں فرمائی اسی طرح کی اور بہت سے آیات ہیں جن میں کائنات کی ہر خشک وتر کی نسبت تخلیق اللہ تعالیٰ کی طرف کی گئی ہے۔ اس اعتبار سے خالق کی ہر تخلیق اپنے اندر ایک عظیم انتساب لیے ہوئے ہے لیکن مراتب وجود میں ہر تخلیق کے مختلف اعتبار ہیں اور ان اعتبارات کا خالق بھی وہی ہے جو اشیاء کا خالق ہے لہذا مراتب کی حیثیت کے مطابق نسبت کا اعتبار کرنا پڑے گا۔

یہاں ایک اہم ترین نکتہ قابل ذکر ہے کہ جب ہم نسبت کا لفظ کسی بھی شے کے ساتھ استعمال کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ شے بذات خود اتنی عزت کے قابل نہیں ہوتی بلکہ اسکا کسی عالی چیز کی طرف منسوب ہو جانا اسے باعزت کر دیتا ہے۔ اس لیے پوری کائنات میں اللہ جل جلالہ کے علاوہ کوئی تخلیق ذاتی طور پر عزت واہمیت کی حامل نہیں کیونکہ ہم نسبت کے حوالے سے بات کر رہے ہیں لہذا یہاں ایک آیہ کریمہ پیش کی جاتی ہے۔ جس میں نسبت کا فلسفہ کھل کر سامنے آجاتا ہے۔ سورۃ المنفقون کی آیت نمبر ۸ میں فرمایا گیا کہ: عزت اللہ کی ہے رسول اور مومنین کی ہے لیکن منافقین اسے نہیں جانتے، اس آیہ کریمہ میں تین عزتوں کا ذکر ہوا۔ ظاہر ہے کہ مراتب کے فرق کے اعتبار سے ان تینوں عزتوں میں بھی فرق ہوگا، یعنی اللہ رسول اور مومنین کے مراتب میں جس قدر فرق ہے اسی قدر ان کی عزت میں بھی فرق ہے۔ یہ عزتیں برابر نہیں ہوسکتیں پس اللہ تعالیٰ کی عزت ذاتی ہوگی اس کے رسول کی عزت اللہ کی وجہ سے ہوگی اور ایمان والوں کی عزت رسول ﷺ کی نسبت رکھنے کے سبب ہوگی دائرہ مومنین کی وسعت میں اہل بیت، صحابہ، تابعین، تبع تابعینؒ، اولیاء اور علماء سب کے سب شامل ہیں۔ گویا ان سب کی عزت ذاتی نہیں بلکہ اللہ اور رسول اللہ ﷺ سے نسبت کی وجہ سے ہے، اسی طرح رسولوں کی عزت بھی ذاتی نہیں بلکہ اللہ سے نسبت کی بدولت ہے، جو انہیں بصورت نبوت ورسالت عطا کی گئی۔ میرا ایک حمدیہ شعر ملاحظہ ہو جو اس مضمون کا حامل ہے

اولیا ترے محتاج اے رب کل ۔۔۔ تیرے بندے ہیں سب انبیاء ورسل
ان کی عزت کا باعث ہے نسبت تری ۔۔۔ ان کی پہچان تیرے سوا کون ہے

محولہ آیہ کریمہ سے معلوم ہوا کہ حقیقی عزت کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اس کے ساتھ جس قدر رشتہ نسبت استوار ہوگا، اسی قدر عزت دی جائے گی۔ چونکہ انبیاء ورسل کا طبقہ اللہ تعالیٰ سے مومنین کی نسبت زیادہ قریب اور معزز ہے لہٰذا یہ طبقہ مومنین کے لئے واجب التعظیم ہے۔ اب مومنین میں سے جس کی نسبت رسول ﷺ سے زیادہ ہوگی وہ دوسروں کی نسبت عند

اللہ اور عند الناس زیادہ محبوب اور معزز قرار پائے گا۔لہٰذا اہل بیت، صحابہ اور دوسرے اکابرُ امت کی وجہ عزت محض انکی اپنی ذات نہیں، بلکہ رسول اللہ ﷺ سے ان کی نسبت ہے۔ چاہے وہ نسبت ایمانی ہو یا نسبی۔نسبی عزت بھی اسی صورت میں نفع بخش متصور ہوگی کہ بغیر محض نسبی نسبت ہر گز سود مند نہیں ہو سکتی۔جیسا کہ سورۃ طور کی آیت نمبر ۲۱ سے ظاہر ہے۔بعض لوگ پیر کی فرماں برداری کی اہمیت ظاہر کرنے کے لئے سوفیاء کی نظم ونثر کو بطور سند پیش کرتے ہیں مثلاً رومیؒ کا یہ شعر۔

چوں تو ذاتِ پیر راہ کروی قبول　　　　هم خدا در داتش آمد هم رسول

اور حافظ شیرازیؒ کا یہ شعر۔

به مے سجاده رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید

که سالك بے خبر نبود ز راه و رسم منزل ها

واضح ہو کہ ایسے اشعار سے یہ مطلب نکالنا کہ شیخ جو کچھ کہے اسے شرعی حکم کی طرح بلا چوں و چرا تسلیم کر لینا ضروری ہے، یہ بات غلط ہے۔احکام شرعیہ سے ایسے اشعار کا کوئی تعلق نہیں کیونکہ ایک مسلمان کے لئے صرف احکام شرعیہ کی پابندی ضروری ہے۔اگر کسی شیخ کا کوئی قول ظاہر شریعت کے خلاف ہو تو اسے ترک کر دینا چاہیے۔جیسا کہ حضرت شیخ نصیر الدین محمودی چراغ دہلویؒ نے فرمایا کہ:

''قول پیر حجت نسبت تمسک بہ شریعت باید کرد''

یعنی پیر کا قول حجت نہیں، مسلمانوں کے لئے شریعت کے احکام ہیں، یہی بات حضرت پیر مہر علی شاہؒ نے اپنے ایک ملفوظ میں فرمائی۔آپ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں۔''شرع ظاہران امور کی اجازت نہیں دیتی، اسی لئے میں کیسے ان کے جواز کا فتویٰ دے سکتا ہوں''۔پھر اس شخص نے عرض کیا کہ میں نے سنا ہے ان امور کی اجازت حضرت سیالوی سے ان ملفوظات میں ثابت ہے۔فرمایا کہ''وہ میرے پیر و مرشد ہیں میں ان کے حال سے تم لوگوں کی نسبت زیادہ واقف ہوں۔اللہ تعالیٰ کا جو فرمان ہے اور اس کے رسول پاکؐ نے جو بیان فرمایا ہے، وہ ہمارے لئے شریعت ہے ہمیں اس پر محکم اعتقاد رکھنا چاہیے''۔

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ حضرت پیر مہر علی شاہ قدس سرہ نے اپنے اس ملفوظ سے اکابر ملت کے معمولات ونظریات کے مقابلے میں شریعت کو اولیت دے کر سائل کی توجہ مشائخ کی بجائے شریعت کی طرف مبذول کر دی۔یہی طریقہ اکابر مشائخ اور ائمہ وفقہاء کا تھا۔چنانچہ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے متعلق مستند روایات میں آتا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر میرا کوئی قول کسی حدیث ضعیف کے مقابلے میں بھی آجائے تو میرے قول کو دیوار پر مارو اور حدیث پر عمل کرو کیونکہ اس بات کی نسبت ایک ایسی ذات سے ہے جو ساری کائنات کا معلم اور اللہ کا رسول ﷺ ہے۔چوں کہ یہاں نسبت کی اہمیت پر گفتگو کی جاری ہے اس لئے ہر بات کا مرتبہ اسی وقت متعین کیا جا سکے گا جب یہ طے کر لیا جائے گا کہ جس کی طرف نسبت کی جا رہی ہے اس کی حیثیت کیا ہے۔بہر حال یہ امر حتمی ہے کہ آخری اور فیصلہ کن بات اللہ اور اس کے رسول کی ہے اگر کوئی پیر یا عالم دین ایسا نقطۂ نظر پیش کرے جو اللہ یا

اس کے رسولؐ کے کسی حکم کیخلاف ہو تو ترجیح اللہ و رسولؐ کے حکم ہی کو ہوگی۔ مشائخ و علماء کی ہر وہ بات جو احکام شرعیہ کے مطابق ہو اسے اس لئے نہیں تسلیم کیا جائے گا کہ وہ کسی شیخ یا عالم کی بات ہے، بلکہ اس کو تسلیم کرنے کی وجہ یہ ہوگی کہ وہ بات اللہ یا اس کے رسولؐ کے حکم کے مطابق ہے۔ حضرت علی ہجویریؒ، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ جیسے اکابر اُمت کی تعلیمات و تصانیف سے یہی بات حتمی طور پر سامنے آتی ہے۔ بعض غلو پسند اور سطحی علم رکھنے والے نام نہاد عقیدت مند ان اولیاء مندرجہ بالا نزاکتوں کا خیال نہیں کرتے اور اپنے پیر یا استاد سے منسوب ہر بات کو تحقیق اور غور کرنے کے بغیر تسلیم کر لیتے ہیں۔ ایسے معاملات محض ان کے قصور فہم اور دین سے بیگانگی پر محمول کئے جائیں گے جو درجہ اعتبار سے ساقط ہیں۔ جو لوگ اہمیت نسبت کے قائل نہیں وہ بھی سراسر غلطی پر ہیں اور وہ لوگ جو نسبت کی اہمیت میں اس طرح کے غلو سے کام لیتے ہیں کہ احکام شرعیہ کی پابندی اور اعمال سے بے نیازی ہو جاتی ہے، وہ بھی صریح غلطی پر ہیں۔ جیسا کہ سابقاً مذکور ہوا، مشائخ کاملین سے نسبت قائم کرنے کا واحد مقصد عرفان رسول ﷺ، عرفانِ قرآن اور عرفانِ شریعت ہے اور ان تین چیزوں سے نسبت پیدا کرنے کا مقصودِ اصلی اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کی ذات و صفات کا عرفان ہے کیونکہ قرآن مجید اور احادیث نبویہ سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی بعثت و تبلیغ کا اساسی مقصد خلق خدا کا مالکِ حقیقی سے رابطہ پیدا کرنا ہے تا کہ مخلوق اپنے مالک ہی کو اپنا حاجت روا اور نفع و ضرر کا مختار سمجھے۔ اسی کے سامنے اپنا دست طلب دراز کرے۔ اسی سے ڈرے اور اسی کو کائنات کی سب سے بڑی طاقت سمجھے۔ قرآن مجید اور انبیاؑ کی اسی تعلیم کو اہلبیت کرام، صحابہ عظام، تابعین اور پھر اولیاء امت اور علماء راسخین نے آگے بڑھایا۔ جیسا کہ ان اقوال و تصانیف اور کلام سے ظاہر ہے۔ صوفی شعراء نے جس زبان میں اظہار خیالات کیا، سب سے پہلے توحید اور پھر رسالت کے موضوع کو اہمیت دی حتیٰ کہ پنجابی کے صوفی شعراء نے بھی اپنے کلام میں جا بجا انہی موضوعات کو اولیت کا درجہ دیا۔ حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہ کی کافیاں اس کا منہ بولتا ثبوت ہیں مثلاً ان کے یہ لاجواب مصرعے جو خلاصہ قرآن و حدیث ہیں

ہک دی ساں کوں سک ہے　　　ہک ہے ہک ہے ہک ہے

اوہ کافر تے مشرک ہے　　　ہک کو جیہڑا ڈوکر جانڑے

آپ نے غور فرمایا کہ حضرت خواجہ صاحب علیہ رحمہ نے کس خوبصورتی سے اہل توحید کا نظریہ ان چار مصرعوں میں بیان فرما دیا۔ اسی طرح حضرت پیر مہر علی شاہ قدس سرہ کے چار مصرے جن میں انہوں نے اعتراف عبدیت کی انتہا کر دی اور یہ ثابت کیا کہ جن کو اپنے خالق کی شان بے نیازی کا کچھ احساس ہو وہ کہہ اٹھتے ہیں کہ

مھر علی توں کون بے چارا　　　نبٹ لا شے تے اور گنھارا

سر تے چا کے عیباں دا بھارا　　　پریتاں لاویں تو شاھاں نال

دل لگڑا بے پرواھاں نال　　　جتھے دم مارن دی نھیں مجال

صوفیائے کرام کی دیگر خدمات کے علاوہ میرے خیال میں یہ سب سے بڑی خدمت یہ ہے کہ انہوں نے اپنی نظم ونثر میں وحقائق عام فہم زبان میں بیان کر دیئے جو عام لوگ قرآن وحدیث کا علم نہ رکھنے کے باعث ان حقائق کے عرفان سے محروم تھے۔ حضرت میاں محمد بخش صاحبؒ کھڑی شریف، حضرت سلطان باہوؒ، حضرت خواجہ غلام فرید صاحبؒ چاچڑاں، حضرت شاہ عبد اللطیف بھٹائی، حضرت سچل سرمستؒ جیسے اکابر صوفیاء کا کلام میرے پیش کردہ دعویٰ پر دلیل ہے۔ یہ وہ لوگ تھے جن کے پاس اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نسبت کا خزینہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آج بھی ان کے مزارات انوار الٰہیہ کا مرکز بنے ہوئے ہیں ان لوگوں کا کلام خلاف شریعت کبھی نہیں ہوسکتا۔ اگر کسی مصرعے کا مضمون بظاہر شریعت کے خلاف نظر آئے تو یہ پڑھنے والے کا تصورِ ذہن ہے۔ کہ وہ ان کی بات کی تہہ تک پہنچ سکا اور اگر تاویل کے باوجود بھی کوئی مضمون خلاف شریعت نظر آتا ہے تو پھر اس مصرع یا جملہ کا الحاق سمجھنا چاہئے جو بعد والوں نے ان سے منسوب کر دیا کیونکہ اولیاء کاملین اور علمائے راسخین کوئی ایسا مصرع یا جملہ نہیں کہہ سکتے جس پر شرعاً کوئی اعتراض وارد ہوتا ہو۔ ایسے اکابر کے کلام کو سمجھنا اور اس کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کرنا چاہئے اور اگر کوئی بات نہ بنتی نظر آئے تو پھر اسے الحاق کلام سمجھنا چاہئے اور صوفیائے کرام پر اعتراض سے گریز کرنا چاہئے۔ صوفیائے امت میں بالخصوص حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ کو وہ مرتبہ حاصل ہے کہ ان کے ظاہری الفاظ اکثر لوگوں کو مغالطہ میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کا واعظین اور بعض دوسرے سطحی ذہن کے لوگ اپنے ذاتی نظریات کا ثبوت ان کے اشعار میں تلاش کرتے اور پھر بطور سند پیش کرتے ہیں حالانکہ اس شعر میں ان کا مقصد موجود نہیں ہوتا، جب پیش کرتے ہیں تو مخالفین ان پر اعتراض کرتے ہیں جواباً وہ کہتے ہیں کہ دیکھئے ہم تو فلاں صوفی شاعر کا شعر پڑھ کر مفہوم بیان کر رہے ہیں اور تم اعتراض کر رہے ہو لہٰذا تم صوفیاء کے منکر گستاخ ہر۔ مناظر اسی وقت سامنے آتے ہیں جب سطحی علم کے لوگ جوہر دکھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسی بلند چیزوں کی تشریح کے لئے علمی قابلیت اور پھر نسبت کا ہونا اشد ضروری ہے۔

قابلیت ہو تو دیدار جمال اچھا ہے ورنہ اس کوچے کا پھر ترک خیال اچھا ہے

معلوم ہوا کے مقام نسبت کے ادراک کیلئے حامل نسبت ہونا ضروری ہے اور حامل نسبت ہونے کے لئے نا قابل تردید دلیل یہ ہے کہ مدعی نسبت احکام شریعت کا پابند ہو اور شریعت مطہرہ کے ہر حکم کو بے چون وچرا تسلیم کرتا ہو۔ اس پر ایمان رکھتا اور اس پر عمل کرتا ہو اگر یہ سب کچھ نہیں تو پھر دعویٰ نسبت غلط ہے اور سب صرف زبانی جمع خرچ کی حد تک متصور ہوگا۔ اسی صورت میں اہل بیت صحابہؓ اور صوفیائے کرامؒ سے نسبت کا دعویٰ بھی باطل قرار پائے گا کیونکہ ان پاکیزہ گروہوں نے اللہ ورسولؐ سے صرف نسبت کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ ان کے احکام پر چل کر اپنی نسبت کو سچا بھی ثابت کیا کہ ہم اپنے مالک کے بندے ہیں۔ اس نے ہمیں نسبت رسالت سے سرفراز فرمایا ہے لہٰذا اس نسبت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اپنے مالک حقیقی کے احکام پر خود بھی چلیں اور ساری مخلوق کو ان پر چلنے کی تبلیغ بھی کریں۔

(بشکریہ ''العزیز'' جولائی 2007)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ محمد چار یار حاجی خواجہ قطب فرید

شجرہ چشتیہ صابریہ کلیام شریف

اے خدا وندا بذات کبریا کے واسطے
رحم کر مجھ پر محمد مصطفٰے ﷺ کے واسطے

میں ہوا ہوں بہت عاجز بند غفلت میں اسیر
کھول دے مشکل علی المرتضٰی کے واسطے

خواجہ بصری حسن کا نام لاتا ہوں شفیع
شیخ عبدالواحد اہل بقا کے واسطے

فضل کر مجھ پر طفیل خواجہ ابن عیاض
شاہ ابراہیم بلخی بادشاہ کے واسطے

حضرت خواجہ حذیفہ کے لیے ٹک رحم کر
اور ہبیر البصری صاحب رضا کے واسطے

خواجہء ممشاد کی خاطر میرا دل شاد کر
شیخ ابواسحاق قطب چشتیاء کے واسطے

خواجہء ابدال احمد بو محمد مقدائے
خواجہ بو یوسف صاحب سخا کے واسطے

خواجہ مودود حق اور خواجہ حاجی شریف
خواجہ عثمان اہل اقتداء کے واسطے

والیء ہندوستان خواجہ معین الدین حسن
خواجہ قطب الدین قطب الاتقیاء کے واسطے

رحم کر شیریں طفیل خواجہء گنج شکر
حضرت احمد علی صابر غذا کے واسطے

شمس الدین اہل ہدایت رہبر دنیا و دیں
اور جمال الدین پانی پتوی صاحب پیشوا کے واسطے

حضرت احمد کہ عبدالحق ہے ان کا لقب
شیخ عارف ابن احمد ذُو عطا کے واسطے

حضرت خواجہ محمد ابن عارف ذوالکرم
حنفی عبدالقدوس پارسا کے واسطے

حضرت خواجہ جلال الدین تھانیسر محترم
اور نظام الدین بلخی بادشاہ کے واسطے

حاکم گنگوہ خواجہ بو محمد راہنما
شیخ محمد صادق صاحب سخا کے واسطے

حضرت شیخ محمد ساکن گنگوہ شریف
حامیء دین محمد مجتبٰی کے واسطے

مہرباں بر ہر غریب و شاہ غریب اللہ سخی
اور محمد اعظم سالک ھدا کے واسطے

دے جمال اپنا مجھے حضرت محمد ﷺ کے طفیل
شاہ حیات اللہ ولیء خوش لقاء کے واسطے

حضرت میراں مظفر صاحب عز و شرف
خواجہ سید جمال علی اہل صفا کے واسطے

رحم کر مجھ پر طفیل خواجہ مظہر علی
خواجہ شریف خان صاحب حیا کے واسطے

شہباز لا مکانی پیر خواجہ فضل الدین
گوہر دریائے حقانی بے بہا کے واسطے

مظہر ذات و صفات لایزال و لم یزل
شیخ کلیامی اور شیخ اتقیاء کے واسطے

عبدالستار گرامی باجمال و با جلال
موج دریائے فنا بحر لقاء کے واسطے

سائل فضل و عطا ہوں میں طفیل خواجگاں
اور خواجہ ولایت حسین دلربا کے واسطے

www.kalyamsharif.com